ڈاکٹر رؤف پاریکھ

شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

جامعہ کراچی کا شمار طالب علموں کی تعداد کے لحاظ سے پاکستان کی چند بڑی جامعات میں ہوتا ہے۔ صبح اور شام کی مجالس (sessions) میں مجموعی طور پر پینتیس ہزار (۳۵،۰۰۰) سے زیادہ طلبہ و طالبات اکتسابِ علم کر رہے ہیں۔ کراچی کی جامعہ اس وقت ایک وسیع و سرسبز قطعۂ اراضی پر قائم ہے جس کا رقبہ بارہ سو ایکڑ سے زائد ہے۔ یہاں مختلف کلیات کے دفاتر، شعبہ جات کی تدریسی عمارات، تحقیقی مراکز و ادارے، تجربہ گاہیں، سماعت گاہیں (آڈیٹوریم)، کھیل کے میدان، باغات، عملے کی رہائشی عمارات، طلبہ کی اقامت گاہیں (ہوسٹل)، ساڑھے تین لاکھ سے زائد کتب و جرائد پر مشتمل مرکزی کتب خانہ (جو ڈاکٹر محمود حسین خاں سے موسوم ہے)، کئی چھوٹے کتب خانے، نیز مرکزی انتظامی دفاتر، مساجد، بینک، ڈاک خانہ، قبرستان، ورزش گاہ (جمنازیم)، مہمان خانے، طعام گاہیں اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔ لیکن اس سفر کا آغاز بے سروسامانی کے عالم میں ہوا تھا اور کراچی یونی ورسٹی قیامِ پاکستان کے بعد ابتدا میں خاصے عرصے تک کراچی شہر کے ایک قدیم علاقے میں خستہ عمارت میں ایک چھوٹے سے ادارے کی حیثیت سے کام کرتی رہی[۱]۔ اس لحاظ سے یہ ترقی قابلِ رشک اور قابلِ تحسین ہے۔

☆ جامعہ کراچی کا قیام

قیامِ پاکستان کے وقت سندھ یونی ورسٹی، جو اس وقت جام شورو میں قائم ہے، کراچی میں کام کر رہی تھی۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۴۸ء کو سندھ یونی ورسٹی کے رجسٹرار نے اعلان کیا کہ سندھ یونی ورسٹی کی اندرونِ سندھ منتقلی زیرِ غور ہے[۲] (اور بعد ازاں اسے حیدرآباد لے جایا گیا جہاں سے یہ جام شورو کے موجودہ احاطۂ جامعہ یعنی کیمپس campus میں منتقل ہوئی)۔ لہٰذا کراچی میں ایک نئی یونی ورسٹی کا قیام ضروری سمجھا گیا کیونکہ حکومت ۲۳ر جولائی ۱۹۴۸ء میں کراچی کو وفاقی دارالحکومت بھی قرار دے چکی تھی[۳]۔ اُس وقت کے وزیرِ تعلیم نے ۲۳ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو کابینہ کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ کراچی میں نئی یونی ورسٹی کے قیام کا معاملہ زیرِ غور ہے[۴]، لیکن کراچی یونی ورسٹی کے قیام کے مسودۂ قانون کو اسمبلی تک پہنچنے میں ایک سال اور دو ماہ لگ گئے۔ بالآخر طویل بحث مباحثے کے بعد ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے کراچی یونی ورسٹی کے قیام کے مسودۂ قانون کی منظوری دی[۵]، گو اس پر بہت اعتراضات اور اختلافات ہوئے، کئی اراکین ایک نئی جامعہ کے قیام کے مخالف تھے اور اسے "وقت، دولت اور محنت کا ضیاع" قرار دے رہے تھے[۶]۔ اس مسودۂ قانون، جس کی تیاری میں ڈاکٹر محمود حسین اور ڈاکٹر اشتیاق
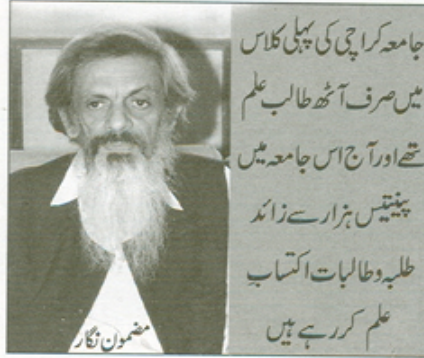
حسین قریشی نے بنیادی کردار ادا کیا تھا، کی گورنر جنرل سے منظوری لی اور اس میں ہونے والی کچھ ترامیم کے بعد جامعہ کراچی نے باقاعدہ کام کا آغاز جون ۱۹۵۱ء سے کیا[۸] اور پروفیسر اے بی اے (ابوبکر احمد) حلیم کو ۲۳ر جون ۱۹۵۱ء کو اس کا پہلا شیخ الجامعہ (وائس چانسلر) مقرر کیا گیا[۹]۔

ابتدا میں یونی ورسٹی کا کوئی دفتر تک نہ تھا۔ کراچی شہر کے قدیم علاقے (پرنس اسٹریٹ Princess Street، موجودہ نام چاند بی بی روڈ) میں متروکہ جائیدادوں میں سے سات (۷) خستہ حال و سال خوردہ عمارتیں، جن میں سے بیشتر میں مہاجرین مقیم تھے، جامعہ کے لیے مختص کی گئیں اور کئی ماہ تک وائس چانسلر کے بنگلے کا صحن ہی جامعہ کا دفتر تھا[۱۰]۔ انھی حالات میں نو کلیات (faculties) اور ستائیس شعبوں (depatments) میں تدریس کی منصوبہ بندی کی گئی مگر مالی اور انتظامی مسائل کی وجہ سے ابتدا میں صرف دو شعبے یعنی کلیۂ علوم (Science Faculty) اور کلیۂ فنون (Arts Faculty) ہی قائم کیے جا سکے۔ ستمبر ۱۹۵۲ء میں جامعہ کراچی کے شعبۂ فلسفہ نے اور نومبر ۱۹۵۲ء میں جغرافیہ، ریاضی اور حیوانیات کے شعبوں نے تدریسی کام کا آغاز کیا[۱۱]۔ شعبۂ فلسفہ جامعہ کراچی کا وہ پہلا شعبہ ہے جہاں تدریس کا آغاز ہوا اور اسی شعبے میں جامعہ کے سب سے پہلے استاد کا باقاعدہ تقرر ہوا اور یہ استاد ایم ایم (محمد محمود) احمد تھے[۱۲]۔ جامعہ کراچی کی یہ پہلی کلاس صرف آٹھ (۸) طلبہ پر مشتمل تھی[۱۳]۔

جامعہ کراچی کے اولوالعزم اساتذہ اور عملے کی جاں فشانی کی بدولت جامعہ نے تیزی سے ترقی شروع کی۔ جلد ہی کئی نئے کلیے اور شعبے کھولے گئے، ملکی اور عالمی سطح پر شہرت رکھنے والے اہلِ علم، ماہرین اور سائنس دانوں کو تدریس کی ذمے داریاں تفویض کی گئیں، بعض غیر ملکی اساتذہ کی بھی خدمات حاصل کی گئیں[۱۴]۔ ۱۹۵۴ء میں کنٹری کلب روڈ (موجودہ نام یونی ورسٹی روڈ) پر بارہ سو اُناسی (۱۲۷۹) ایکڑ زمین نئے احاطۂ جامعہ (کیمپس) کے لیے دی گئی[۱۵]۔ یہ قطعۂ زمین شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر دور واقع تھا لیکن اب شہر کراچی، جامعہ سے غالباً بیس کلومیٹر آگے تک بس گیا ہے۔ اس قطعے پر تعمیرات کا آغاز ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ اس وقت کے صدرِ پاکستان نے ۱۹ر جنوری ۱۹۵۷ء کو اس کا سنگِ بنیاد رکھا اور ۱۸ر جنوری ۱۹۶۰ء کو اس نو تعمیر شدہ عمارت کا باقاعدہ افتتاح تلاوتِ قرآن

پاک اور نمازِ شکرانہ سے کیا گیا، اگرچہ انتظامی شعبے اس سے قبل ہی نئی عمارت میں منتقل ہو چکے تھے اور اس منتقلی کا آغاز دسمبر ۱۹۵۹ء میں ہو گیا تھا۱۶۔

☆ شعبۂ اردو کا قیام

دیگر نامور اہلِ علم کے ساتھ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کو بھی جامعہ کراچی نے اعزازی طور پر پروفیسر بنا دیا تھا اور انھیں شعبۂ اردو کے اساتذہ کے انتخاب کی ذمے داری دی تھی۔ یہ انتخاب بوجوہ نہ ہو سکا تھا اور اسی لیے شعبۂ اردو بھی قائم نہیں کیا جا سکا تھا اور بالآخر ۵۶-۱۹۵۵ء کے تعلیمی سال کے آغاز پر شعبۂ اردو کا قیام عمل میں آیا۱۷۔ غلام مصطفیٰ خاں صاحب کو بابائے اردو نے اردو کالج میں صدرِ شعبۂ اردو مقرر کیا تھا اور ان کی خدمات بطور صدرِ شعبۂ اردو جامعہ کراچی نے حاصل کر لی تھیں لیکن تقریباً ایک سال بعد یعنی ۱۹۵۶ء میں سندھ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر علامہ آئی آئی قاضی نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کو بطور پروفیسر اور صدرِ شعبۂ اردو سندھ یونی ورسٹی آنے کی دعوت دی اور ڈاکٹر صاحب حیدر آباد چلے گئے جہاں اُس وقت سندھ یونی ورسٹی کام کر رہی تھی۱۸۔ لہٰذا ۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کو شعبۂ اردو میں ریڈر (Reader) مقرر کیا گیا۱۹۔ لیث صاحب نے ۳/ مارچ ۱۹۵۶ء کو بطور ریڈر جامعہ کراچی میں حاضری دی۲۰۔ شعبۂ اردو میں ابتدا میں کالجوں کے بعض اساتذہ سے تدریس کا کام لیا گیا لیکن ستمبر ۱۹۵۶ء میں قدرت اللہ فاطمی، ایس ایم شاہ علی اور عبدالقیوم کا تقرر بحیثیت لیکچرر ہوا۲۱۔

ڈاکٹر تنظیم الفردوس، صدر شعبۂ اردو

۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی جامعہ کراچی کے وائس چانسلر مقرر کیے گئے۔ ڈاکٹر صاحب ملک و قوم کا درد رکھنے والے اور قومی تہذیب و زبان سے محبت کرنے والے عالم اور تاریخ داں تھے۔ آپ نے اردو زبان کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے جامعہ کراچی میں اردو کی بحیثیت مضمون تدریس کو لازمی قرار دیا اور آج بھی جامعہ کراچی میں گریجویشن کی سطح پر اردو کو بحیثیت مضمون پڑھنا اور اس میں کامیاب ہونا گریجویشن کی سند کے لیے لازمی ہے۔ ملک کی دیگر جامعات کو بھی چاہیے کہ اس کی تقلید کریں۔ قریشی صاحب کے دور میں قومی زبان اردو میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات تحریر کرنے کی بھی اجازت دی گئی۔

وائس چانسلر ڈاکٹر اجمل خان، جامعہ کراچی

☆ شعبۂ اردو میں تحقیق و تدریس

جامعہ تحقیق کا ادارہ ہوتی ہے اور جامعات کی عزت و توقیر تحقیقی سرگرمیوں اور تحقیقی کاموں کی اشاعت سے ہوتی ہے۔ اسی لیے جامعہ کراچی کے شعبۂ اردو نے تحقیق کو ہمیشہ بہت اہمیت دی اور یہاں سے ایم اے اور ایم فل کے علاوہ پی ایچ ڈی کے مقالات بھی بڑی تعداد میں لکھے گئے ہیں۔ آج بھی جامعہ کراچی کے شعبۂ اردو میں طلبہ اور طالبات کی بڑی تعداد اساتذہ کی نگرانی میں تحقیقی کاموں میں مصروف ہے اور تحقیق کی کامیاب تکمیل پر ہر سال ان کی خاصی تعداد کو اعلیٰ ترین اسناد بھی دی جاتی ہیں۔ شعبے کے اساتذہ اور طالب علموں کے تحقیقی مقالات قومی اور بین الاقوامی تحقیقی جریدوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ شعبے سے ایک تحقیقی جریدہ امتزاج بھی شائع کیا جاتا ہے۔ شعبے کے اساتذہ کی تحریر کردہ علمی و تحقیقی کتابیں خاصی بڑی تعداد میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔

اس وقت جامعہ کراچی کے شعبۂ اردو میں تدریس و تحقیق کا کام زور و شور سے جاری ہے اور طلبہ و طالبات کی تعداد کے لحاظ سے اس کا شمار پاکستان کے چند بڑے شعبہ ہائے اردو میں ہوتا ہے۔

☆ نصابات

شعبے میں اردو زبان و ادب کے ضمن میں مختلف تعلیمی و تحقیقی اسناد کے لیے حسبِ ذیل انتظامات موجود ہیں:

۱۔ ڈگری کے نصابات:

شعبے میں بی اے (آنرز)، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی اسناد کے لیے تدریس و تحقیق کا انتظام ہے۔ یہ اسناد اردو زبان و ادب کے عنوان کے تحت دی جاتی ہیں۔ لسانیات میں ایم اے کی تدریس کچھ عرصے سے موقوف ہے لیکن اب اس کے احیا پر کام ہو رہا ہے، نیز ایم اے اقبالیات کے مجوزہ نصابات کی مجاز مجالس ہیئتِ حاکمہ سے منظوری کے بعد شعبے میں ایم اے اقبالیات کی تدریس بھی شروع ہوگی۔ گریجویشن کی سند کے لیے تدریسِ اردو کا ایک نصاب ابتدائی طور پر منظور کیا جا چکا ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی اس کی تدریس کا بھی آغاز ہوگا۔

۲۔ ڈپلوما کے نصابات:

اردو زبان (غیر ملکیوں کے لیے) کے دو سالہ ڈپلوما کورس اور تدریسِ اردو کے ایک سالہ ڈپلوما کورس کی تدریس کا شعبے میں انتظام موجود ہے۔

۳۔ سرٹیفیکیٹ کے نصابات:

اردو زبان (غیر ملکیوں کے لیے) کے ایک سالہ سرٹیفیکیٹ کورس، دفتری اردو کے ایک سالہ سرٹیفیکیٹ کورس اور دفتری اردو کے شش ماہی سرٹیفیکیٹ کورس کی تدریس کا شعبے میں انتظام موجود ہے۔

☆ کتب خانہ

شعبے کا اپنا کتب خانہ ہے جس میں کم و بیش آٹھ ہزار کتب و رسائل موجود ہیں۔

☆ کمپیوٹر معمل

شعبے میں قائم کمپیوٹر معمل میں طلبہ و طالبات کو

کمپیوٹر بالخصوص اردو حروف کاری، صفحہ سازی اور اردو میں برقی ڈاک بھیجنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

☆اساتذہ کرام

جامعہ کراچی کے شعبۂ اردو اور اس کے طالب علموں کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ شعبے میں اردو کے نامور محققین، ناقدین، مصنفین اور شعرا نے تدریس کے فرائض انجام دیے ہیں اور طلبہ و طالبات کو تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی کاموں کے لیے تربیت اور رہ نمائی فراہم کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعبے سے اردو کے کئی طالب علم نامور اہلِ قلم اور اہلِ علم بن کر ابھرے۔ ابتدا میں بابائے اردو مولوی عبدالحق شعبے کے اعزازی پروفیسر اور صدر تھے۔ پھر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے جامعہ کراچی میں صدرِ شعبہ کی ذمے داری سنبھالی، ان کے سندھ یونی ورسٹی (حیدرآباد) چلے جانے کے بعد ابواللیث صدیقی صدرِ شعبہ منتخب ہوئے۔ بعد ازاں شعبۂ اردو کے کل وقتی اساتذہ میں حسبِ ذیل اہلِ علم شامل رہے:

قدرت اللہ فاطمی، سید شاہ علی، عبدالقیوم، ابوالخیر کشفی، فرمان فتح پوری، اسلم فرخی، حنیف فوق، جمیل اختر خان، سحر انصاری، یونس حسنی، شمیم احمد، معین الدین عقیل، ظفر اقبال، صدیقہ ارمان، نسیم سلطانہ، عظمت پروین عزمی، معصومہ میر، وقار احمد رضوی، مہ جبین زیدی، سہیلہ فاروقی، طاہرہ نگہت نیر، ثریا شمیل۔

☆موجودہ اساتذہ کرام

آج کل کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ اردو میں حسبِ ذیل کُل وقتی اساتذۂ کرام مصروفِ تدریس و تحقیق ہیں:

تنظیم الفردوس (صدرِ شعبہ)، عظمیٰ فرمان، ذوالقرنین شاداب احسانی، رؤف پاریکھ، راحت افشاں، صفیہ آفتاب، عظمیٰ حسن، شمع افروز، محمد ساجد خان، محمد سلمان، محمد شاکر، راشد علی خان، تہمینہ عباس، صدف فاطمہ، صدف تبسم، انصار شیخ، خالد امین، زکیہ رانی، عائشہ ناز اور عطیہ ہما صدیقی۔

تشکر:

اس مضمون کی تیاری میں پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی صاحب (سابق صدرِ شعبۂ اردو) اور پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس صاحبہ (موجودہ صدرِ شعبۂ اردو) نے تعاون کیا اور اہم معلومات فراہم کیں جن کے لیے مضمون نگار ان کا ممنون ہے(ر۔پ)

حواشی

۱۔ احسان رشید، پیش لفظ، تاریخ جامعہ کراچی: یومِ تاسیس سے جشنِ سیمیں تک (۱۹۷۶ء ۔۱۹۵۱ء) (مصنفہ نصیب اختر)، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ''ط''۔

۲۔ نصیب اختر، تاریخ جامعہ کراچی: یومِ تاسیس سے جشنِ سیمیں تک (۱۹۷۶ء۔۱۹۵۱ء)، محولہ بالا، ص۵۲۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکل، ورثہ/فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص۵۴۔

۶۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: نصیب اختر، تاریخ جامعہ کراچی: یومِ تاسیس سے جشنِ سیمیں تک (۱۹۷۶ء۔۱۹۵۱ء)، محولہ بالا، ص۵۲۔۵۵

۷۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: نصیب اختر، محولہ بالا، ص۵۶، ۵۷۔

۸۔ احسان رشید، پیش لفظ، محولہ بالا۔

۹۔ نصیب اختر، محولہ بالا، ص ۵۷، ۵۹؛ نیز عقیل عباس جعفری، محولہ بالا، ص۶۲۔

۱۰۔ نصیب اختر، محولہ بالا، ص۵۹۔

۱۱۔ ایضاً، ص۶۲۔

۱۲۔ عقیل عباس جعفری، محولہ بالا، ص۷۶۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ نصیب اختر، محولہ بالا، ص۶۲۔۷۰

۱۵۔ ایضاً، ص۶۷۔

۱۶۔ ایضاً، ص۹۲۔۸۹

۱۷۔ ایضاً، ص۶۹۔

۱۸۔ عفت بانو، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں: حالاتِ زندگی، مشمولہ تحقیق (تحقیقی مجلّہ)، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو، شمارہ ۴، ۱۹۹۰ء، ص۱۲۔

۱۹۔ ریڈر (Reader) کا عہدہ پروفیسر سے چھوٹا لیکن لیکچرر سے بڑا ہوا کرتا تھا لیکن اب ہماری جامعات میں یہ عہدہ ختم کر دیا گیا ہے اور لیکچرر کے بعد اسسٹنٹ پروفیسر، پھر ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پھر پروفیسر کا عہدہ ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض حضرات کالج میں لیکچرر مقرر ہوتے ہی خود کو پروفیسر لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔

۲۰۔ شیراز زیدی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی: علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی مطالعہ، سعید پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص۳۹۔

۲۱۔ نصیب اختر، محولہ بالا، ص۶۹۔

ڈاکٹر روبینہ شاہین

شعبہ اردو......جامعہ پشاور

قیامِ پاکستان کے بعد مختلف جامعات میں شعبہ اردو کی بنیاد ڈالی گئی۔ جن میں پنجاب، سندھ، کراچی، ڈھاکہ یونیورسٹی شامل ہیں۔ جامعہ پشاور میں شعبہ اُردو کا قیام ستمبر ۱۹۵۶ میں عمل میں لایا گیا۔ ابتداء میں ڈاکٹر مظہر علی خان کو شعبہ کی صدارت سونپی گئی اور وہ انگریزی اور اردو کے بیک وقت صدرِ شعبہ مقرر ہوئے۔

ایک معلم طاہر فاروقی نے ایم۔اے کی کلاسوں کو پڑھانے کی ذمہ داری احسن طریقہ سے پوری کی۔ ڈاکٹر مظہر علی خان کے بعد شعبہ کے صدر مولانا عبدالقادر کو سونپی گئی۔ شعبہ سے قابل قدر ادبی شخصیات بحیثیت استاد وابستہ رہیں جن میں ڈاکٹر مرتضیٰ اختر جعفری، پروفیسر امجد الطاف، پروفیسر خاطر غزنوی، پروفیسر اعجاز حسین، ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر عبدالستار جوہر پراچہ، ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، سحر یوسف زئی، ڈاکٹر نذیر تبسم، پروفیسر منور رؤف، ڈاکٹر صابر کلوروی نمایاں ہیں۔

اس وقت شعبہ اردو پوری تندہی کے ساتھ ادب کی آبیاری اور جدید تحقیقی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر خدمات انجام دے رہا ہے۔ ایم۔اے، ایم۔فل، پی ایچ ڈی کے ساتھ بی۔ایس کا پروگرام کامیابی سے جاری ہے۔ کئی سکالر ایم۔فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لے چکے ہیں، شعبہ اردو سے فارغ التحصیل طلباء صوبے کے تمام سرکاری و نجی تعلیمی اداروں کی تدریسی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ شعبہ صحافت، ریڈیو، ٹی وی اور پرنٹ و الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اور تراجم کی ضرورت کو بھی شعبہ اردو کے طلبا پورا کر رہے ہیں۔ ایچ ای سی سے منظور شدہ ادبی جرنل "خیابان" کامیابی سے ۱۹۵۸ء سے مستقل شائع ہو رہا ہے۔ اور اسے Y کیٹگری میں شامل کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر روبینہ شاہین

اس وقت شعبہ اردو میں پروفیسر ڈاکٹر روبینہ شاہین صدرِ شعبہ، پروفیسر ڈاکٹر سلمان علی، پروفیسر ڈاکٹر بادشاہ منیر، ڈاکٹر سہیل احمد، ڈاکٹر ولی محمد اور انوار الحق تدریسی فرائض تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔